

"تم جہاں چاہو برسو" سے "کبھی ممکن نہیں" تک کا سفر کیسے طے ہوا؟!

تحریر: استاد محمود اللیثی

(ترجمہ)

مصری صدر سیسی نے کہا، "ہمارے پاس اس کے لیے کافی پانی یا زمین نہیں ہے... یہ تصور نہ کریں کہ مصر زرعی پیداوار میں خود کفالت حاصل کر سکتا ہے؛ یہ بالکل ناممکن ہے۔" (قابروہ 24 پورٹل)۔ سیسی کے اس بیان نے درحقیقت تقریباً ایک دہائی سے جاری خوشنما وعدوں اور بڑے پیمانے پر پروپیگنڈہ پر مبنی منصوبوں کا خاتمہ کر دیا، اور سرکاری طور پر ایک ایسے دور کا آغاز کر دیا جو مصنوعی طور پر پیدا کردہ مایوسی اور خسارے کے انتظام پر مبنی ہے۔ حکومت کی جانب سے موجودہ بحران کو پانی کی کمی، وادی نیل کی تنگی اور آبادی کے بے پناہ اضافے کی وجہ سے پیدا ہونے والی ایک ایسی جغرافیائی و حیاتیاتی مجبوری کے طور پر پیش کرنے کی کوشش، جسے بدلا نہیں جا سکتا، ایک ناقص اور جانبدارانہ تشریح ہے، جس کا مقصد سیاسی اور معاشی جوابدہی سے بچنا ہے۔ مصر کی آبی اور جغرافیائی حقیقت اور اس کا پانی کی قلت کی خطرناک لکیر سے نیچے گر جانا، حکام کے لیے کوئی اچانک حیرت کی بات نہیں تھی۔ بلکہ، یہ ایک معروف سائنسی اور تاریخی حقیقت ہے، جو 1980 کی دہائی سے وزارت آبپاشی کے لٹریچر میں درج ہے۔ اس تزویراتی پسپائی سے پیدا ہونے والا اصل سوال فطرت کی حدود کے بارے میں نہیں ہے، بلکہ اس منصوبہ بندی کی نیت اور اس سیاسی فیصلہ سازی کی آزادی کی حد کے بارے میں ہے جس نے ان وسائل کا انتظام کیا، یا یوں کہیے کہ انہیں ضائع کر دیا۔

ناکامی کے کثیر الجہتی مظاہر اس وقت واضح ہو جاتے ہیں جب اس دل شکن کلام اور گزشتہ برسوں کے دوران اسی حکومت کی جانب سے کیے گئے ساختی فیصلوں کے درمیان براہ راست اور معروضی موازنہ کیا جائے۔ 2015 میں، عوام کی بچت کے 64 ارب مصری پاؤنڈز، جو اس وقت 8 ارب امریکی ڈالر سے زیادہ بنتے تھے، اکٹھے کیے گئے اور ان کو مکمل طور پر نہر سویز کی ایک متوازی شاخ کی خشک کھدائی اور توسیع میں جھونک دیا گیا تاکہ لوگوں کے حوصلے بلند کیے جا سکیں اور عارضی سیاسی ساکھ خریدی جا سکے، بجائے اس کے کہ ان خطیر رقوم کو آزاد پیداواری اثاثوں کی تعمیر کی طرف موڑ دیا جاتا۔ اگر یہ پیسہ پانی کے شعبے کے لیے مختص کیا جاتا، تو یہ مصر کے ساحلوں پر سمندری پانی کو میٹھا بنانے کے تقریباً اسی بڑے پلانٹس کی تعمیر کے لیے کافی ہوتا، جس سے سالانہ 3 ارب کیوبک میٹر پینے کا صاف پانی پیدا ہوتا، جو دریائے نیل پر سے بوجھ کو مکمل طور پر ختم کرنے اور اس کے پورے حصے کو زراعت کی طرف موڑنے کے لیے کافی ہوتا۔ یہ رقم سیلابی آبپاشی کے نظام کو جدید بنانے اور ڈیلٹا اور وادی کی تمام پرانی زرعی زمین کو سمارٹ ڈرپ اریگیشن (قطرہ قطرہ آبپاشی) میں تبدیل کرنے کے لیے بھی کافی تھی، جس سے سالانہ بخارات بن کر اڑنے اور رسنے کی وجہ سے ضائع ہونے والے تقریباً 15 ارب کیوبک میٹر پانی کو بچایا جا سکتا تھا۔ صرف پانی کی یہ بچت ہی خسارے کی صورتحال کو بدلنے کے لیے کافی ہوتی، جس سے گندم اور مکئی جیسی تزویراتی فصلوں کے ساتھ لاکھوں اضافی ایکڑ رقبے پر کاشتکاری ممکن ہو جاتی، اور بنیادی وسائل کی کمی کا ماتم کرنے کے بجائے غذائی تحفظ کے اشاریوں میں نمایاں بہتری آتی۔

یہ ناکامی صرف مقامی منصوبہ بندی تک محدود نہیں ہے بلکہ یہ سیسی کی جانب سے کی گئی تباہ کن جغرافیائی و سیاسی رعایتوں کے ساتھ جڑی ہوئی ہے، جن میں سب سے نمایاں مارچ 2015 میں خرطوم میں گرینڈ ایتھوپیا رینیسانس ڈیم (GERD) کے حوالے سے 'اعلان اصول' کے معاہدے پر دستخط کرنا ہے۔ اس معاہدے نے ایتھوپیا کو وہ بین الاقوامی اور قانونی جواز فراہم کر دیا جس کی اسے دہائیوں سے کمی تھی، جس سے فنڈنگ، ڈیم کی تعمیر، اور یکطرفہ طور پر ڈیم بھرنے کی 'امر واقعہ' (fait accompli) کی پالیسی مسلط کرنے کے راستے کھل گئے۔ اس نے عملی طور پر مصر کی واحد شہ رگ کو ایک ایسی ٹوٹی میں بدل دیا جسے غیر ملکی طاقتیں کنٹرول کرتی ہیں۔ اس طرح قدرتی چیلنجز کو دانستہ محاصرے کے ہتھیاروں میں تبدیل کر دیا گیا ہے، کیونکہ زرعی اور سیاسی بیوروکریسی نے کم وقت میں تیار ہونے والے اور خشک سالی کے خلاف مزاحمت رکھنے والے بیجوں اور پودوں پر مقامی تحقیق کے ذریعے تکنیکی آزادی کی جنگ لڑنے سے انکار کر دیا ہے، اور روایتی کسانوں کو کفایت شعاری کے اقدامات کی زنجیروں میں جکڑ دیا ہے۔ دوسری طرف، فلسطین پر قابض یہودی وجود غذائی تحفظ کے عالمی

اشاریے میں 24 ویں نمبر پر ہے اور سبزیوں، پولٹری اور ڈیری مصنوعات میں تقریباً 100 فیصد خود کفیل ہے، باوجود اس کے کہ وہ مصر جیسے صحرائی منظر نامے اور پانی کی شدید قلت کا حامل ہے۔ اس کی وجہ 90 فیصد استعمال شدہ پانی کو دوبارہ قابل استعمال بنانے اور جدید آبیاشی (precision irrigation) کے طریقوں پر اس کا ابتدائی تزویراتی بھروسہ ہے۔

سائیکس-پیکو (Sykes-Picot) کی تنگ سرحدوں میں محصور جدید قومی ریاست کی حدود اور اسلام کے وسیع جغرافیے کے درمیان موازنہ موجودہ بحران کے ساختی پہلو کی وضاحت کرتا ہے۔ جب خلیفہ (بارون الرشید) نے بادلوں سے مخاطب ہو کر کہا تھا: (أمطري حيث شئت فخر اجك آتيني) "تم جہاں چاہو برسو، تمہارا خراج (ٹیکس) میرے پاس ہی آئے گا۔"

یہ محض الفاظ کی جادوگری نہیں تھی بلکہ ایک ایسی وسیع اور خود مختار ریاست کا اظہار تھا جو علاقائی رسوم و رواج اور سیاسی سرحدوں سے بالاتر تھی۔ یہ عظیم الشان ریاست دریاؤں کو ان کے منبع (شروع) سے لے کر ان کے دہانے (اختتام) تک کنٹرول کرتی تھی، اور اس کی زرخیز زمینیں، یعنی سوڈان، عراق اور مصر کی زمینیں، مالیاتی بچت اور وافر بارشوں کے ساتھ ایک دوسرے سے جڑی ہوئی تھیں۔ اس جغرافیے کی توڑ پھوڑ اور مصر کو صحراؤں میں گھری ہوئی ایک تنگ پٹی تک محدود کر دینے نے خالصتاً قوم پرستانہ نقطہ نظر سے خود کفالت کو ناممکن بنا دیا ہے۔ موجودہ حکمران اس قوم پرستانہ قید کا فائدہ اٹھاتے ہوئے عوام میں خوف اور محتاجی کی نفسیات پیدا کرتے ہیں، اور لوگوں کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ بین الاقوامی مالیاتی اداروں کی شرائط کے آگے سر جھکانا اور ڈالر حاصل کرنے کے لیے اثاثوں اور بندرگاہوں کو بیچنا ہی بقا اور بنیادی ضروریات کے حصول کا واحد ناگزیر راستہ ہے۔

اس بند گلی کی صورتحال میں، حزب التحریر کی جانب سے پیش کردہ متبادل تہذیبی منصوبہ، جو نبوت کے نقش قدم پر خلافت راشدہ کے قیام کی جدوجہد کرتا ہے، محتاجی کے اس شیطانی چکر کو توڑنے کے لیے ایک ابتدائی ماڈل کے طور پر سامنے آتا ہے۔ حزب کا مجوزہ دستور کسی بھی وجہ سے زمین کو تین سال سے زیادہ عرصے تک بنجر چھوڑنے کی ممانعت کرتا ہے، اور ایسے سخت شرعی احکام نافذ کرتا ہے جو زمینیں اجارہ داروں سے واپس لے کر ان لوگوں کو دیتے ہیں جو اسے کاشت کرتے ہیں، جبکہ انسانی اور مالی وسائل اور دولت کو ایک متحدہ اسلامی جغرافیائی و سیاسی خطے میں ضم کر دیتے ہیں جو استعماری سرحدوں کی لعنت کو ختم کر دیتا ہے۔ مزید برآں، حزب کا صنعتی وژن صرف تکنیکی جمود پر نہیں رکتا بلکہ یہ ایک آزاد بھاری صنعت (heavy industry) کی پالیسی کو نافذ کرنے، اور مقامی طور پر مشینری اور انجن بنانے پر مبنی ہے تاکہ تمام صنعتی شعبوں بشمول زراعت اور آبیاشی کی خدمت کی جا سکے، اور تجرباتی تعلیمی نصاب کو بیجوں اور پانی کو میٹھا بنانے (desalination) کی بائیو ٹیکنالوجی ریسرچ کے ساتھ جوڑا جا سکے۔ موجودہ نظام کے تحت ان خود مختار حلوں پر عمل درآمد ناممکن ہے، لیکن یہ ایک ایسی نظریاتی ریاست کے لیے ناگزیر متبادل بن جاتے ہیں جو کافر استعمار کی غلامی سے انکار کرتی ہے۔

سیسی کی حالیہ تقریر کے پس پردہ گہرا پیغام محض اعداد و شمار کی فہرست پیش کرنے سے کہیں بڑھ کر ہے۔ یہ ان لوگوں کے لیے سزا کی ایک ڈھکی چھپی دھمکی ہے جنہوں نے کبھی 25 جنوری کے اپنے انقلاب کے ذریعے اپنی طاقت دوبارہ حاصل کرنے کے بارے میں سوچنے کی جرات کی تھی؛ یہ ان کے عزم کو توڑنے کی ایک کوشش ہے تاکہ انہیں یہ یقین دلایا جا سکے کہ ان کے پاس آزادانہ زندگی گزارنے کے ذرائع نہیں ہیں، اور ان کی خواہشات قرضوں اور سمجھوتوں میں ڈوبی ہوئی ایک معمولی زندگی سے آگے نہیں بڑھنی چاہئیں۔ غذائی تحفظ کا قدرتی اور سادہ حل تاریخی اتحاد و یگانگت کی اس وسیع و عریض ریاست میں پوشیدہ تھا، جہاں وسائل کی آزادانہ نقل و حمل ہوتی تھی اور جہاں سے وہ چاہتے تھے اپنی برکتیں برساتے تھے۔ تاہم، زوال کے موجودہ دور میں، سائنسی جدت اور جرات مندانہ، آزاد ارادے کے ذریعے رکاوٹوں کو عبور کرنے کے بجائے، حکومت نے ناکامی کا جواز پیش کرنے، محتاجی کو پختہ کرنے اور اس امت پر "میں تمہیں وہی کچھ دکھاتا ہوں جو میں خود دیکھتا ہوں" کی ذہنیت مسلط کرنے کے لیے جغرافیائی مجبوری کا سہارا لیا، جس کا مقصد امت کو چیلنجوں کا مقابلہ کرنے اور اپنا مستقبل خود بنانے کی اس کی صلاحیت بھلا دینا ہے۔

اے مصر کنانہ (ترکش الہی) کے لوگو! اے فاتحین اور جلیل القدر علماء کی اولادو! یہ سیاہ حقیقت جو آپ پر مسلط کی جا رہی ہے کوئی اٹل مقدر نہیں ہے، بلکہ یہ آپ کو فرضی سرحدوں اور غلامانہ پالیسیوں میں جکڑنے کا نتیجہ ہے جس نے آپ کو اپنی زمین اور پانی پر آزادانہ کنٹرول سے محروم کر دیا ہے۔ اس تاریک سرنگ سے نکلنے کا راستہ ہے بسی کی تقریروں کے سامنے ہتھیار ڈالنے میں نہیں ہے، بلکہ ہوش و حواس اور جرات کے ساتھ امت کے اس تزویراتی اور نظریاتی منصوبے کے گرد متحد ہونے میں ہے جسے حزب التحریر نے نبوت کے نقش قدم پر خلافت راشدہ کے قیام کے لیے اپنایا ہے؛ وہ ریاست جو صلاحیتوں

کو یکجا کرتی ہے، قوم پرستانہ سرحدوں کو پاش پاش کرتی ہے، اور امت کو اس کا وقار، غذائی تحفظ اور سیاسی آزادی واپس دلاتی ہے۔ یہ عظیم منصوبہ نوجوانوں اور ابھرتی ہوئی نئی نسل کی امنگوں کے لیے واحد شہ رگ ہے۔ یہ انہیں مایوسی اور محرومی کے گرداب سے نکال کر ان کے اندر اسلام کے عظیم عقیدے سے تعلق کا گہرا احساس پیدا کرے گا، اور انہیں ایک ایسی امت سے وابستگی پر فخر سے بھر دے گا جو اپنی عزت صرف اللہ (سبحانہ و تعالیٰ) اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ذریعے تلاش کرتی ہے۔ پس، اپنے دین کی نصرت کے لیے اٹھ کھڑے ہوں اور اپنے چہینے ہوئے اقتدار کو واپس حاصل کریں، تاکہ آپ کی پاک سرزمین پر بیداری کا سورج ایک بار پھر چمکے، اور امت ایک پیروکار کے بجائے لیڈر اور ایک نقال کے بجائے رہنما بن کر لوٹ آئے۔

ولایہ مصر میں حزب التحریر کے میڈیا آفس کے رکن